خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

6-نومبر1996ء | بدھ

روزنامہ
# الفضل ربوہ
فون 213029
رجسٹرڈ نمبر ایل 5254
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 46-81نمبر254 | بدھ 23 جمادی الثانی ۔ 1417ھ 6نبوت 1375ہش 6نومبر1996ء

## خوش قسمت لوگ وہ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں

کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کرلیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں۔ کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

دیکھو ایک کسان کیسی جانکاہی اور محنت سے ایک فصل تیار کرتا ہے مگر بعض اوقات ژالہ باری سے اور بعض اوقات امساک باراں کی وجہ سے اس کا فصل ضائع ہو جاتا ہے مگر اس ناکامی پر ایسا اثر نہیں ہوتا کہ پھر آئندہ کے واسطے لوگ زراعت ہی ترک کر دیں۔ ہزاروں ہیں کہ باوجود ان ناکامیوں کے پھر بھی پورزور سے کوشش کئے جاتے ہیں اور آخر اپنی کوششوں کے ثمرات سے مستفید بھی ہوتے ہیں۔

فیضان الٰہی کوشش پر موقوف ہے۔ دیکھو شاعر بھی جب کوشش کرتا ہے اور ٹکریں مارتا ہے تو آخر کوئی نہ کوئی شعر سوجھ ہی جاتا ہے۔ آپ کے واسطے بھی ضروری ہے کہ سلسلہ کی کتابیں مطالعہ کریں اور غور اور انصاف پسندی سے دیکھیں کہ آیا ان میں حق ہے یا کہ نہیں۔ کسی امر کے متعلق رائے قائم کرنے کے واسطے معلومات کا ہونا ازبس ضروری ہے جس کی معلومات وسیع ہو جاتی ہیں وہ خود موازنہ کر سکتا ہے کہ فریقین میں سے کون حق بجانب ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 568)

## ہماری جماعت کی دولت مخلص دل ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

ہماری دولت پٹرول کے چشمے نہیں ہیں ہماری دولت بڑے بڑے کارخانے نہیں ہیں جماعت احمدیہ کی دولت وہ مخلص دل ہیں جو منور سینوں کے اندر دھڑک رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے والے ہیں۔ اس وقت بھی بیرونی ممالک میں وہ لوگ بھی ہیں جو شاید سارا سال بمشکل دو روپے دیتے ہوں گے یا پانچ روپے دیتے ہوں گے اتنے غریب لوگ بھی ہیں لیکن پانچ روپے دے کر وہ اس سے زیادہ قربانی دے رہے ہیں جو ایک ملینئر لاکھوں روپے دے کر کرے کیونکہ پانچ روپے دینے سے ان کو خدا کی راہ میں بھوک کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے ان کو کچھ ایسے کھانے کھانے پڑتے ہیں جو ان کے روزمرہ سے کم ہوتے ہیں اور اس اخلاص کے ساتھ جو قربانیاں خدا تعالیٰ کے حضور پیش کی جاتی ہیں ہم دعا بھی کرتے ہیں (میں بھی اور ساری جماعت بھی) اور ہم اپنے رب کریم سے امید بھی رکھتے ہیں کہ وہ قربانیاں قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نتیجہ نکلا کرتا ہے خدا کی نگاہ دولت کے انبار دیکھ کر وہ نتائج نہیں نکالتی اس لئے کہ وہ دولت کے انبار کا محتاج نہیں ہے وہ تو غنی ہے وہ تو صمد ہے اس کو تو اموال کی ضرورت نہیں وہ تو مالک کل ہے ہر چیز اس نے پیدا کی اور وہ اس کا مالک ہے۔ وہ تو جب ثواب کے رنگ میں نتیجہ نکالتا ہے تو وہ (-) دلوں کے تقویٰ کو دیکھا کرتا ہے۔ وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ ایک غریب دنیا کا دھتکارا ہو پھٹے ہوئے کپڑوں میں ملبوس کھانا اسے ملتا نہیں اور اگر ملے بھی تو مالی قربانیاں پیش کرنے کی نداء جب اس کے کان میں پڑتی ہے تو باوجود اس غربت کے وہ ایک پیسہ 'اٹھنی' روپیہ (بہرحال تکلیف اٹھاتا ہے اور) پیش کر دیتا ہے یہ چیز جب اس کی نگاہ میں آتی ہے تو پھر وہ نتائج نکالتا ہے اور پھر وہ اتنے انقلابی نتائج ہوتے ہیں کہ (اللہ نے چاہا تو) دنیا دیکھے گی کہ وہ چیز جو آج انہونی نظر آتی ہے کہ (دین حق) کیسے پھیلے گا وہ پوری ہو کر رہے گی۔ ایک طرف بڑی زبردست Godless (گاڈلیس) سوسائٹی ہے جو کہتی ہے کہ ہم خدا سے بیزار ہیں۔ تم بھی خدا سے بیزار اور خدا بھی تمہارے اعمال اور منصوبوں سے بیزار لیکن خدا تم سے پیار کرنے والا ہے۔ تم اس کی مخلوق ہو۔ اس نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ تم چاہو نہ چاہو ایسے سامان پیدا ہوں گے کہ تم اس کی طرف آؤ گے کھنچے چلے آؤ گے اور تمہیں اس وقت تک چین نہیں آئے گا جب تک کہ تمہاری گردنیں اس کے پاؤں کے اوپر جھک نہیں جائیں گی۔

(از خطبہ 7نومبر1975ء)

## تقریب رخصتانہ

○ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری سابق ناظم دارالقضاء تحریر فرماتی ہیں۔ میری نواسی عزیزہ فریحہ صدیق بنت چوہدری محمد صدیق صاحب حال لندن کی تقریب رخصتانہ ہمراہ عزیزم عامر احمد ابن چوہدری محمد نسیم صاحب وڑائچ کے ساتھ ربوہ میں انجام پائی ہے۔ عزیزہ فریحہ مولانا تاج الدین صاحب (سابق ناظم دارالقضاء) کی نواسی اور چوہدری نور محمد صاحب چک نمبر26 فیصل آباد کی پوتی ہے۔

سب احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے۔

## نکاح

○ مکرم محمد اکرم صاحب ابن مکرم مولوی محمد اکبر افضل صاحب راولپنڈی کے نکاح ہمراہ عزیزہ عنبرین عاصمہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری رشید احمد صاحب لاہور کا اعلان بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں مکرم مولوی فاروق احمد صاحب مربی سلسلہ نے پچاس ہزار روپے حق مہر پر مورخہ 11۔اکتوبر1996ء بروز جمعہ کیا۔

مکرم محمد اکرم صاحب محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

## درخواست دعا

○ محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

میری اہلیہ سیدہ صالحہ بانو صاحبہ ایک عرصہ سے نسیان کی وجہ سے سخت ذہنی مریض ہیں۔ اب زیادہ تکلیف ہے بغرض علاج لاہور میں ہیں احباب سے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم چوہدری مقصود احمد آف لنڈن کے دل کا بائی پاس آپریشن ہوا ہے اور لنڈن کے ہسپتال میں داخل ہیں احباب جماعت سے کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

## تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق کی ہمدردی کرو۔ خواہ کوئی ہو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah


| | | |
|---|---|---|
| روزنامہ<br>الفضل<br>ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد<br>مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ<br>مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ | قیمت<br>2 روپے 50 پیسے |

6- نبوت 1375 ھش — 6 - نومبر 1996ء


# خدا کی ہستی اور صفات پر یقین

گناہ اور جرم کے متعلق عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ اس وقت سرزد ہوتے ہیں جب انسان سمجھتا ہے کہ اسے دیکھنے والا کوئی نہیں یا اگر کوئی اسے دیکھنے والا ہے تو اسے اس کی سزا نہیں ملے گی۔ یعنی کوئی اس کی سزا دینے پر اختیار نہیں رکھتا۔ یہ بات بالکل درست ہے۔ اگر ہم دیکھیں کہ کوئی شخص ہمیں دیکھ رہا ہے تو ہم محتاط ہو جاتے ہیں، ہم ہر ایسے جرم سے بچتے ہیں جس کے متعلق ہمیں یقین ہو جائے کہ کوئی دیکھ لے گا اور ہمیں سزا دے گا۔ یہ بات عام طور پر انسان کو بھولی رہتی ہے کہ دیکھنے والے صرف لوگ ہی تو نہیں ایک ایسی ہستی بھی ہے، جو ہمیں تو نظر نہیں آتی لیکن ہم اسے نظر آتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ ہم اسے نظر آتے ہیں بلکہ وہ ہماری کنہ تک کو جانتی ہے۔ ہم کتنا ہی چھپنے کی کوشش کیوں نہ کریں۔ اس کے سامنے رہتے ہیں۔ ہم اپنے خیالات اور جذبات کو کتنا ہی پردوں میں کیوں نہ رکھنے کی کوشش کریں وہ ان سے واقف ہے۔ اسی نے تو ہماری تخلیق کی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ ہماری فطرت کیا ہے اور ہماری طبیعت کیا ہے۔ ہم کس وقت کیا کرنا چاہتے ہیں اور جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہستی خدا تعالیٰ ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اگر انسان کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین ہو اور وہ اس کی صفات سے آگاہ ہو تو نہ گناہ سرزد ہوتا ہے نہ کوئی جرم کرنے کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے کیونکہ لوگ دیکھیں یا نہ دیکھیں وہ یہ تو جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے اور خدا صرف دیکھتا ہی نہیں وہ جزا اور سزا کا اختیار رکھتا ہے۔ وہ قادر و توانا ہے۔ ہمیں چھوڑ دے تو اور بات ہے لیکن اگر ہمیں پکڑنا چاہے تو اسے کون روک سکتا ہے۔

پس موجودہ دور میں اور کہہ سکتے ہیں کہ ہر دور میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین ہی انسان کو گناہ اور جرم سے روکتے رہے ہیں۔ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ایسی ہیں کہ وہ ہم اس لئے کر گزرتے ہیں کہ کوئی دیکھتا نہیں لیکن ان کے اثرات مرتب ہوتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بات چھوٹی نہیں تھی، ہم نے اسے چھوٹی سمجھا لیکن وہ تھی بڑی۔ اور اس کا نتیجہ بھی بڑا نکلا۔ چھوٹی بات کو چھوٹی سمجھ کے بھی کیا اور یہ سمجھ کے بھی کہ اس کا کون نوٹس لے گا۔ یہ تو بہت ہی چھوٹی بات ہے۔

اس سلسلے میں ہمیں یہ بھی کہنا ہے کہ ہر وہ کام جو غلط ہے اس کا نتیجہ یقیناً کبھی نہ کبھی ضرور نکلے گا اور وہ نتیجہ ہمارے لئے یا دوسروں کے لئے مضرت رسانی کا باعث ہوگا۔ صحیح نتائج صرف صحیح کاموں کے نکلتے ہیں۔ غلط کام کا اس وقت نتیجہ نہ بھی نکلے تو یہ بات ضرور سامنے آجاتی ہے کہ انسان کی اپنی طبیعت غلط باتوں کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ ایک غلط بات کی کوئی برا نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ اس نے اس بات کا حوصلہ دلا دیا کہ ایک اور غلط بات بھی کر لی جائے تو کیا حرج ہے۔ اور اس طرح انسان غلط باتیں کرنے کے راستے پر پڑ جاتا ہے۔ حالانکہ شروع میں ایسا تو نہیں تھا۔ لیکن ایک غلط بات کا نتیجہ نہ نکلنے سے یا اس کا نتیجہ سامنے نہ آنے سے دل میں یہ حوصلہ پیدا ہو گیا کہ ایک اور غلط بات بھی کر لی جائے اور پھر اس سے آگے بڑھ کر ایک اور بات بھی کر لی جائے۔ گویا کہ غلط بات کا نتیجہ بظاہر نکلے یا نہ نکلے اس کا نقصان ضرور ہوتا ہے۔ ایسا نقصان بھی جو انسانی آنکھ کو نظر آجاتا ہے اور ایسا نقصان بھی جو انسانی آنکھ کو نظر تو نہیں آتا لیکن انسانی رویے بدل کے رکھ دیتا ہے۔ طبیعت میں غلطی کا امکان پیدا ہو جاتا ہے اور غلطیوں کو شیرمال سمجھ کر انسان ان کے کرنے پر آمادہ رہتا ہے۔

پس گناہ اور جرم رکنے چاہئیں اور ان کو روکنے کا صرف ایک ذریعہ ہے کہ ہم انسانوں سے نہیں بلکہ خدا سے ڈریں۔ انسان کی دی ہوئی جزا اور سزا خدا تعالیٰ کی دی ہوئی جزا اور سزا کے مقابلہ پر کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اگر ہم ہر وقت خدا تعالیٰ کو اپنی نظروں کے سامنے رکھیں تو چھوٹی سے چھوٹی غلط بات بھی کرنے سے گریز کریں گے۔ اور اگر ہم چھوٹی سے چھوٹی غلط بات کرنے سے گریز کریں گے تو یہ بات تو واضح ہے کہ بڑی باتوں سے تو یقیناً بچیں گے۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ دلوں میں یہ یقین پیدا کیا جائے کہ خدا تعالیٰ جیسا کہ آسمان پر ہے ویسا ہی زمین پر بھی ہے۔ وہ ہمیں اس طرح دیکھتا ہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ کسی سے بات کریں اور چھپ کر بات کریں تو تیسرے آدمی کو تو اس بات کا نہیں پتہ چلے گا لیکن خدا تعالیٰ سے وہ بات پوشیدہ نہیں رہے گی۔ اور وہ غیر محدود ہے۔ ہر جگہ پر موجود ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم ایک جگہ سے بھاگ کر دوسری جگہ چلے جائیں اور سمجھیں کہ اب خدا ہمیں نہیں دیکھتا۔ وہ نہ صرف ہمیں دیکھتا ہے بلکہ ہمارے اتنا قریب ہے کہ گویا شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جو ہستی ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اس سے انسان چھپ کیسے سکتا ہے۔ اس سے کوئی بات پوشیدہ کیسے رکھی جا سکتی ہے۔

پس آیئے ہم اس بات کی کوشش کریں کہ لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا یقین پیدا کریں اور اس کی صفات سے انہیں آگاہ کریں۔ اگر ایسا کیا جا سکے تو یقیناً گناہ اور جرم کم سرزد ہوں گے۔ ورنہ انسان جتنا خدا سے دور ہو گیا جتنا وہ اپنے آپ کو خدا سے دور سمجھے گا اتنا ہی جرم اور گناہ پر آمادہ رہے گا اور کھل کر گناہ بھی کرے گا اور جرم بھی۔

---

> دوستی بے لوث ہو تو دوستی کو کر قبول
> کھل کے غنچے کی طرح بن جائے گی یہ ایک پھول
> اور کوئی وابستہ کر لے گر اسے اغراض سے
> ترک کر دے دوستی اور اس کے سر پر ڈال، دھول
>
> ابوالاقبال

انسان کو چاہئے کہ دعا کرے۔ بہت سے شخص ایسے ہوتے ہیں کہ کسی گناہ سے نہیں بچتے۔ لیکن اگر ان کو کوئی شخص بے ایمان یا کچھ اور کہہ دیوے تو بڑے جوش میں آتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو کوئی گناہ نہیں کرتے۔ پھر ہم کو یہ کیوں کہتا ہے۔ اس طرح انسان کو معلوم نہیں کہ کیا کیا گناہ اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ پس اس کو کیا خبر ہے کہ کیا کچھ لکھا ہوا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنے عیبوں کو شمار کرے اور دعا کرے پھر اللہ تعالیٰ بچاوے تو بچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں مانوں گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خلافت لائبریری ربوہ



Digitized by Khilafat Library Rabwah

# لجنہ کالم

حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

دنیا میں انسان گناہ کا مرتکب تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے اور تکبر اس کی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ وہ باوجود آنکھوں کے نہیں دیکھتا اور باوجود کانوں کے نہیں سنتا اور وہ یہ نہیں جانتا کہ ہر ایک انسان پر ایک زمانہ ایسا آیا ہے' وہ امیر ہو یا غریب' فقیر ہو یا بادشاہ' کہ اس کا ذکر دنیا میں کوئی نہ کرتا تھا۔ ہر ایک شخص اپنی زندگی پر غور کرکے دیکھ لے۔ جس کی عمر آج چالیس سال کی ہے اکتالیس سال پہلے اس کو کون جانتا تھا۔ اور جس کی عمر پچاس سال کی ہے اکاون سال پہلے اس کو کون جانتا تھا۔ پس چاہے کتنا ہی بڑا انسان ہو خیال کرلے کہ اس کی زندگی شروع کہاں سے ہوئی ہے۔ دنیا تو پہلے سے آباد چلی آرہی تھی۔ اور جب اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی دنیا آباد تھی اور یہ بعد میں آیا اور اس کے نہ آنے سے پہلے کوئی نقصان نہیں تھا اور دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا جابر و فاتح بادشاہ جو گزرا ہے اس کے نہ رہنے اور مرجانے سے دنیا کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اور دنیا ویسے ہی آباد چلی آرہی ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ جو ایک وقت حکومت کرتے تھے ایک وقت آیا کہ ان کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ تو انسان کو چاہئے کہ اپنی پیدائش پر غور کرتا رہے اس سے اس میں تکبر پیدا نہیں ہوگا۔ اور وہ بہت سے گناہوں سے بچ جائے گا۔

2۔ کوئی کہہ سکتا ہے خدا نے انسان کو یہ مقتدرت ہی کیوں دی اور اس کو آزاد کیوں چھوڑا۔ اس سے اس کی کیا غرض تھی۔ سو معلوم ہو کہ اگر خدا تعالیٰ انسان کو قدرت نہ دیتا تو وہ ترقی بھی نہ کرتا۔ دیکھو آگ کی خاصیت جلانا ہے۔ آگ میں جو چیز بھی پڑے گی وہ اس کو جلا دے گی۔ چاہے وہ چیز آگ جلانے والی ہی کیوں نہ ہو۔ دیکھو اگر کسی گھر میں چراغ جل رہا ہو اور وہ گر پڑے اور سارا گھر جل جائے تو کوئی چراغ کو ملامت نہیں کرے گا۔ اسی طرح کوئی شخص آگ کو الزام نہیں دیتا کیونکہ جانتے ہیں کہ آگ کی خاصیت جلانا ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان کسی کو بلاوجہ انگلی بھی لگائے تو لوگ اس کو ملامت کریں گے۔ کیونکہ اس میں یہ بھی مقتدرت ہے کہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے۔ اسی طرح دیکھو مکان بھی انسان کو سردی سے بچاتا ہے مگر کبھی کسی انسان نے مکان کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس کے مقابلے میں کوئی انسان کسی کو کرتا دے دیتا ہے تو اس کا احسان مانتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کو اختیار تھا چاہے دیتا چاہے نہ دیتا۔ تو آگ اگر بچے کو جلاوے پھر بھی کوئی آگ کی مذمت نہیں کرے گا۔ اور انسان اگر انگلی بھی لگائے تو اسے برا بھلا کہیں گے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ آگ کو اختیار نہیں مگر انسان کو اختیار تھا۔ چاہے دکھ دیتا۔ چاہے نہ دیتا۔ اسی طرح پانی کا کام ہے ڈبونا۔ سمندر میں کئی انسان ڈوبتے رہتے ہیں مگر کبھی کوئی سمندر کو ملامت نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ قانون ہے اس میں سمندر کو اختیار نہیں پھر سارے انعام اختیار کے ساتھ وابستہ ہیں۔ انسان کو اس لئے بھی اختیار دیا گیا کہ اس کو انعام دیا جائے۔ اور جو انعام کے قابل ہو سکتا ہے وہی سزا کا بھی مستحق ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ بچہ زمین پر گر پڑتا ہے تو زمین کو پیٹتا ہے۔ یا بعض عورتیں کہتی ہیں آؤ زمین کو پیٹیں۔ اس نے تمہیں کیوں گرایا۔ مگر یہ محض ایک تماشا ہوتا ہے جو بچے کے بہلانے کے لئے ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انسان کو اختیار اس لئے دیا کہ چاہے بڑھ چڑھ کر انعام لے جائے چاہے سزا کا مستحق ہو جائے۔ کئی لوگ کہتے ہیں اللہ نے ہمیں جو بنانا تھا بنا دیا ہمیں کسی کوشش کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو بتاؤ اب خدا کا کیا حق ہے کہ ہم میں سے کسی کو سزا دے کسی کو انعام۔ دیکھو آگ کا کام خدا نے جلانا اور پانی کا کام ڈبونا رکھا ہے۔ اب اگر کوئی چیز کے جلنے پر آگ کو یا ڈبونے پر پانی کو مارے تو (جمعدارنی) بھی کہے گی یہ پاگل ہے۔ مگر تم میں سے بہت سی عورتیں ہیں جو کہتی ہیں کہ ہماری تقدیر میں جہنم ہے تو جہنم میں ڈالے جائیں گے اور اگر بہشت ہے تو بہشت میں جائیں گے۔ کچھ کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے دیکھو آگ یا پانی کو مارنے والی عورت کو تمام پاگل کہتے ہیں۔ اس لئے آگ یا پانی کا جو کام تھا اس نے وہی کیا۔ پھر خدا اگر ایک انسان کو کام کرنے کے لئے مجبور بنا کر پھر سزا دیتا ہے تو کیا (خدا تعالیٰ کی پناہ) لوگ اس کو پاگل نہ کہیں گے۔ کیونکہ اس آدمی نے تو وہی کام کیا جو تقدیر تھا۔ پھر چور ڈاکو جواری سب انعام کے قابل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے وہی کام کیا جو ان کے مقدر میں تھا۔ اور جس کام کے لئے وہ پیدا کئے گئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کی تردید فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر جبر ہوتا تو کافر نہ ہوتے۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مار مار کے لوگوں سے کہے کہ مجھ کو گالیاں دو۔ میرے بچے کو مارو۔ جب تم میں سے کوئی ایسا نہیں کرتا تو خدا نے جو زبان دی کان دئے تو کیا اس لئے کہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو گالیاں دو۔ جب دنیا میں کوئی کسی کو اپنے ساتھ برائی کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا تو خدا تعالیٰ کیوں لوگوں کو برے کاموں کے لئے مجبور کرنے لگا۔ اگر اس نے مجبور ہی کرنا ہوتا تو سب کو نیکی کے لئے مجبور کرتا۔ پس یہ غلط خیال ہے اور خدا تعالیٰ اس کو رد کرتا ہے۔

---

خدا کی راہ میں شجاع بنو۔ کبھی بھروسہ نہ کرے کہ ایک رات میں زندہ رہوں گا۔ بھروسہ کرنے والا ایک شیطان ہوتا ہے۔ انسان بہادر بنے۔ یہ بات زور بازو سے نہیں ملتی۔ دعا کرے اور دعا کروائے صادقوں کی صحبت اختیار کرے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

---

تاریخ احمدیت جلد دوم

# جماعت احمدیہ کے سب سے پہلے اخبار "الحکم" کا اجراء

جماعت احمدیہ کے قیام پر آٹھ برس ہو رہے تھے اور ابھی تک جماعت اپنے اخبار سے محروم تھی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کے مخلصین کو ایک عرصہ سے اس کا احساس تھا لیکن اقتصادی حالات اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ آخر ایک لمبی کشمکش کے بعد اس سال کے آخر میں جماعت کے ایک باہمت اور پُرجوش نوجوان حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب کو (جو اس وقت امرت سر میں رہتے تھے اور ایک کامیاب صحافی کی حیثیت سے ادبی حلقوں میں ان کے زور قلم کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی) اس طرف پر زور تحریک ہوئی جس پر انہوں نے حضرت صاحب بانی سلسلہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا۔ حضرت صاحب نے اپنے دست مبارک سے اس عریضہ کا جواب دیا۔ اس کا خلاصہ یہ تھا کہ "ہم کو اس بارہ میں تجربہ نہیں۔ اخبار کی ضرورت تو ہے مگر ہماری جماعت غرباء کی جماعت ہے مالی بوجھ برداشت نہیں کرسکتی۔ آپ اپنے تجربہ کی بناء پر جاری کرسکتے ہیں تو کرلیں اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔"

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب اس وقت بالکل تہی دست تھے۔ دوسری طرف آپ کے بعض دوست آپ کو سرکاری ملازمت میں لانے پر مصر تھے مگر خدا تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی اور "الحکم" ایسا بلند پایہ ہفت روزہ اخبار جاری کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

اخبار "الحکم" کا پہلا پرچہ 8۔ اکتوبر 1897ء کو شائع ہوا۔ یہ اخبار 1897ء کے آخر تک ریاض ہند پریس امرت سر میں چھپتا اور امرت سر سے شائع ہوتا تھا۔ مگر 1898ء کے آغاز میں یہ مرکز احمدیت میں منتقل ہوگیا۔ اور چند برسوں کے وقفہ کے ساتھ جولائی 1943ء تک جاری رہا۔ الحکم کے دور ثانی میں زمام ادارت ان کے فرزند جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مجاہد مصر نے نہایت عمدہ رنگ میں سنبھال لی اور الحکم کو اپنی زندگی کے آخری لمحات تک زندہ رکھا۔

الحکم کے ابتدائی حالات کے بارے میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب لکھتے ہیں:-

اگست 1897ء کو ہنری مارٹن کلارک نے ایک نالش حضرت بانی سلسلہ کے خلاف کردی۔ میں نے اس مقدمہ کے حالات دوسرے جنگ مقدس کے نام سے لکھے۔ اس وقت مجھے سلسلہ کی ضروریات کے اعلان اور اظہار کے لئے اور اس پر جو اعتراضات پولٹیکل اور مذہبی پہلو سے کئے جاتے تھے ان کے جوابات کے لئے ایک اخبار کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اکتوبر 1897ء میں الحکم جاری کردیا۔ اس وقت گورنمنٹ پریس کے خلاف تھی اور موجودہ پریس ایکٹ اس وقت بھی قریب تھا کہ پاس ہوجاتا۔ تاہم ان مشکلات میں میں نے خدا پر بھروسہ کرکے امرت سر سے اخبار الحکم جاری کردیا۔ 1897ء کے آخر میں روزانہ پیسہ اخبار کے مکرر اجراء کی تجویز ہوچکی تھی اور منشی محبوب عالم صاحب کی خواہش کے موافق میں نے پیسہ اخبار کے ایڈیٹوریل سٹاف میں جانا منظور کرلیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ الحکم کا ہیڈ کوارٹر لاہور بدل دینا چاہئے۔ اور محض اس خیال سے میں نے پیسہ اخبار کے ساتھ تعلق کرنا گوارا کرلیا تھا۔ مگر 1897ء کے دسمبر میں جب جلسہ سالانہ پر قادیان آیا تو یہاں ایک مدرسہ کے اجراء کی تجویز ہوئی اور اس کے لئے خدمات کے سوال پر میں نے اپنی خدمات پیش کردیں اور اس طرح قدرت نے مجھے دیار محبوب میں پہنچا دیا۔ الحکم کے اجراء کے وقت مجھے بہت ڈرایا گیا تھا کہ مذہبی مذاق کم ہوچکا ہے اور احمدیت کے ساتھ عام دشمنی پھیل چکی ہے اس لئے الحکم کامیاب نہ ہوگا...... قادیان میں اس وقت پریس کی سخت تکالیف تھیں۔ نہ پریس ملتا تھا۔ نہ گل کش اور نہ کاتب اور نہ ہی لوگ قادیان آکر رہنا چاہتے تھے۔"

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب کو قدرت نے زود نویسی کا زبردست جوہر ودیعت کر رکھا تھا جسے حضرت بانی سلسلہ کے فیض صحبت نے چار چاند لگادیئے۔ حضرت بانی سلسلہ خواہ دربار شام میں ارشاد فرماتے یا سیر میں چلتے ہوئے گفتگو فرماتے آپ حضرت صاحب کے ان ملفوظات و ارشادات کو کمال برق رفتاری سے قلمبند کرکے فوراً "الحکم" میں شائع کردیتے۔ الحکم کے ذریعہ سے مرکز کے کوائف اور بزرگان سلسلہ بلکہ حضرت بانی سلسلہ کے گراں قدر مضامین بھی چھپنے لگے۔ اور جماعت کے احباب گھر بیٹھے حضرت بانی سلسلہ کے روحانی مائدہ سے لطف اندوز ہونے لگے۔ اس طرح یہ اخبار حضرت بانی سلسلہ کی کتب کے بعد سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا مستند ترین ذخیرہ اور جماعت کے ایک نئے دور کا سنگ میل بن گیا۔ 1901ء تک اخبار "الحکم" نے یہ بے مثال خدمت تنہا سرانجام دی۔ جو ایک غیر معمولی بات ہے اس کے بعد حضرت بانی سلسلہ کی نشر و اشاعت کی (پاکیزہ) امانت کے اٹھانے میں اخبار البدر بھی شامل ہوگیا۔ حضرت بانی سلسلہ الحکم اور بدر کو جماعت کے دو بازو کہہ کر یاد فرمایا کرتے تھے۔

1934ء میں الحکم کے دوبارہ اجراء پر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے خاص طور پر ایک پیغام دیا۔ جس میں تحریر فرمایا۔ الحکم سلسلہ کا سب پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقعہ خدمت کا اسے اور حضرت بانی سلسلہ کے آخری زمانہ میں بدر کو ملا ہے۔ وہ کروڑوں روپیہ خرچ کرکے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم اپنی ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے۔"

یادرفتگان

شریف احمد بانی

# محترم میاں محمد صدیق بانی صاحب

میرے والد میاں محمد صدیق صاحب بانی کی وفات 20 دسمبر 1974ء کو ہوئی۔ آج 22 سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ یہ کل کی بات ہے۔ ماں باپ سے کسے محبت نہیں ہوتی لیکن جب میں حضرت والد صاحب کی زندگی پر نظر ڈالتا ہوں تو تعجب ہوتا ہے۔ کہ اتنے نامساعد حالات کے باوجود کتنی بھرپور اور کامیاب زندگی گزار کر وہ اپنے مولا کے حضور حاضر ہوئے۔ دینی لحاظ سے بھی' اور دنیاوی لحاظ سے بھی' ہر لحاظ سے کامیاب و کامران زندگی گزار کر ہنستے مسکراتے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

دس بارہ سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور والدہ اور چھوٹے بہن بھائیوں کا بوجھ ایک بچے کے سر پر آن پڑا۔ لیکن آپ نے ہمت نہ ہاری۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں وطن چھوڑ کر روزی کی تلاش میں کلکتہ جیسے دور دراز مقام پر جا پہنچے۔ اور جلد ہی اپنی انتھک محنت' خداداد صلاحیت اور اللہ کے فضل سے اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے ترقی کی راہ پر چل پڑے۔ تو پھر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں دنیاوی طور پر آپ کو اپنے فضلوں سے نوازا۔ عین جوانی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔ 1919ء میں آپ نے حضرت امام جماعت الثانی کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

تقسیم ملک کے وقت جو انقلاب آیا اس کے نتیجے میں آپ کا کاروبار بالکل تباہ ہو گیا۔ لیکن آپ نے ہمت نہ ہاری۔ اگرچہ آپ کی صحت بھی اچھی نہیں رہی تھی۔ اور ذیابیطس کا عارضہ آپ کو لاحق ہو گیا تھا۔ لیکن آپ نے دوبارہ کاروبار نہایت معمولی پیمانہ پر شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ چند سالوں میں ہی ترقی کر کے آپ پہلے سے زیادہ خوشحال ہو گئے۔

لیکن آپ کی ترقی کا نمایاں پہلو یہ ہے۔ کہ آج کل جس طرح ہر قسم کی بددیانتی اور چالاکی کو کاروبار میں جائز بلکہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آپ اس قسم کے تمام کاروباری ہتھکنڈوں کو ناجائز سمجھتے تھے۔ اور ان کے استعمال کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ سارے مشرقی ہندوستان میں آٹو پارٹس کے کاروبار میں ہماری واحد دین حق کے پیروکاروں کی دوکان تھی۔ جبکہ خریداروں کی اکثریت غیر مسلموں کی تھی۔ لیکن والد صاحب کی خوش اخلاقی اور دیانت داری کا نتیجہ تھا کہ آس پاس کے ہندو اور سکھ دوکاندار خالی بیٹھے ہوتے تھے۔ اور ہماری دوکان پر سارے سٹاف کو بات کرنے کی فرصت نہیں ہوتی تھی۔

آپ نہایت عالی حوصلہ اور باہمت انسان تھے۔ ہر انسان کی زندگی میں مشکل اور کٹھن مقام آتے ہیں۔ لیکن میں نے آپ کو کسی موقعہ پر بھی گھبراہٹ یا ہمت ہارتے ہوئے نہیں دیکھا۔

آپ ہمیشہ ایسے موقعوں پر اپنے مولا پر بھروسہ کرتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرتے تھے۔ ٹھنڈے دل اور سکون کے ساتھ فیصلہ کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کو اپنے فضلوں سے مشکل حالات سے کامیابی سے نکالا۔

فہم و فراست قدرت نے آپ کو بڑی فیاضی سے عطا کی تھی۔ ایک لمحہ میں بات کی تہ تک پہنچ جاتے تھے۔ جب تک کلکتہ میں رہے۔ جماعت کے قاضی رہے۔ احمدیوں کے تنازعات کا حل نکالنا تو اس طرح آپ کے فرائض میں داخل تھا ہی۔ لیکن غیر احمدی بھی اپنے جھگڑوں کے فیصلے کے لئے آپ کے پاس آتے تھے قیام پاکستان سے قبل چنیوٹ شیخ برادری کی اکثریت تجارت کے سلسلہ میں کلکتہ میں ہی قیام پذیر تھی۔ اور جب کبھی بھی دو آدمیوں میں کوئی کاروباری یا گھریلو تنازعہ پیدا ہوتا تھا تو بالاتفاق "میاں محمد صدیق بانی" کی طرف فیصلے کے لئے رجوع کرتے تھے۔ اور انہیں یقین ہوتا تھا۔ کہ جو بھی فیصلہ میاں صاحب کریں گے۔ اس میں کسی کی رو رعایت نہیں ہوگی۔ جب ایک فریق کے خلاف فیصلہ ہوتا۔ تو قدرتی طور پر اس کے دل میں رنجش پیدا ہوتی۔ لیکن اس کے باوجود آج تک ایک شخص نے بھی کبھی یہ الزام نہیں لگایا۔ کہ میاں صاحب نے جانبداری برتی۔ یا اس کے ساتھ زیادتی کی۔

1974ء میں آپ کی وفات سے چند ماہ پہلے ہماری برادری کے ایک غیر احمدی خاندان کا آپس میں اختلاف تھا۔ کراچی میں ان کی ٹیکسٹائل مل اور بڑا وسیع کاروبار تھا۔ انہیں جب علم ہوا۔ کہ والد صاحب کلکتہ سے کراچی آئے ہوئے ہیں تو فوراً آپ کے پاس آئے۔ اور درخواست کی۔ کہ ان کا مسئلہ حل کروادیں کیونکہ دونوں فریق کسی اور کی ثالثی پر اتفاق نہیں کرپارہے تھے۔ لیکن آپ کا نام آنے پر دونوں فریق بالاتفاق راضی ہو گئے۔ کہ آپ ہی ان کے ثالث بنیں میں نے انہیں علیحدہ لے جاکر آپ کی بیماری کے متعلق بتایا۔ والد صاحب نے خود بھی انہیں بتایا کہ میں اب بیمار ہوں اور یہ ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا لیکن اس کے باوجود دونوں فریق اصرار کے ساتھ اپنے کاغذات اس درخواست کے ساتھ چھوڑ گئے۔ کہ جب آپ صحت یاب ہو جائیں گے۔ تب فیصلہ کردیں۔ ہم انتظار کریں گے۔ مگر افسوس کہ حضرت والد صاحب چند ماہ بعد ہی وفات پاگئے۔ اور آپ کی وفات کے بعد میں نے متعلقہ فائلیں ان لوگوں کو واپس پہنچادیں۔

خدمت خلق کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ ہمیشہ اس تلاش میں رہتے تھے کہ خدمت خلق کا کوئی موقعہ ملے۔ انہوں نے کبھی اس بات کا انتظار نہیں کیا۔ کہ کوئی انہیں تحریک کرے۔ تو وہ کام کریں۔ اور اگر کوئی تحریک کسی طرف سے ہوتی۔ تو نہ صرف یہ کہ حتی المقدور اس میں

باقی صفحہ 6 پر

## آفتاب احمد خاں

تُو میرِ کاروانِ دیارِ فرنگ تھا
اپنے امام کے بھی مگر سنگ سنگ تھا
اک پیار کی ادا تھی قیادت میں سب کے ساتھ
سر خم رہا حضورِ امامت ادب کے ساتھ
ہر رہ پہ گام گام پابندِ نظام تھا
دل تھا تو وہ مزاج شناسِ امام تھا
خوش پوش و خوش خصال و خوش اندام و خوش مزاج
باتوں میں صدق و مہر و مروّت کا امتزاج
اِک شہرِ بے حجاب میں صِنفِ حیا تھا تُو
بزم وفا میں رونقِ بزمِ وفا تھا تُو
دیکھی تھی میں نے تجھ میں پھلوں سے لدی ہوئی
اک شاخِ سبز کسکے درختِ وجود کی؟
قصّے ہوئے تمام تری سرنوشت کے
جا تجھ کو آگیا ہے بلاوا بہشت سے
جس باغباں کو باغ کے ہر پھول کا تھا پاس
وہ باغباں اداس ہے وہ باغ ہے اداس
کہتا ہے میرا دیدۂ گریاں تجھے سلام
لندن کے آفتابِ درخشاں تجھے سلام

عبدالمنان ناہید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدیت کے پہلے صحافی ہی نہیں اولین مورخ بھی تھے آپ کی ولادت نومبر 1875ء میں ہوئی اور 5- دسمبر 1957ء کو سکندر آباد میں انتقال فرمایا۔ آپ کی پوری عمر جماعت کی قلمی خدمت میں گزری ہے خصوصاً تاریخ احمدیت سے آپ کو آخر تک ایک خاص شغف تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنی صحافتی اور دیگر علمی فرائض کے ساتھ ساتھ متعدد جلدوں میں حضرت بانی سلسلہ کی حیات طیبہ کے حالات شائع کئے جو ابتداء سے 1900ء تک کے واقعات پر مشتمل ہیں علاوہ ازیں آپ نے سیرت حضرت بانی سلسلہ پر تین مبسوط جلدیں بھی لکھیں جو آپ کی زندگی میں ہی چھپ کر شائع ہو گئی تھیں۔ مختلف رفقاء یا مذہبی لیڈروں کے نام حضرت بانی سلسلہ نے جو خطوط لکھے ان کا بہت بڑا قیمتی ریکارڈ بھی آپ نے شائع کر کے محفوظ کر دیا۔ علاوہ ازیں رفقائے حضرت بانی سلسلہ کے حالات مرتب کرنے کی پہلی تحریک (4 مارچ 1920ء کو) آپ ہی نے کی اور پھر نہایت درجہ سعی و جدوجہد سے سینکڑوں عشاق کے سوانح اپنے اخبار الحکم میں شائع فرما دیئے۔ جو ایک مستقل قلمی جہاد تھا (یہاں یہ ضمناً ذکر کیا جانا ضروری ہے کہ دوسری تحریک 1937ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے فرمائی جس کی تعمیل میں نظارت تالیف و تصنیف قادیان کی طرف سے جناب ملک محمد عبداللہ صاحب مولانا شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) اور جناب مہاشہ فضل حسین صاحب کو اس اہم کام پر مقرر کیا گیا اور ان کی سعی و جدوجہد سے روایات

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

# ایمبیسیڈر آفتاب صاحب

بدقسمتی سے ہمارے ہاں سیٹلائٹ ریسیور ان دنوں خراب ہے اس لئے ایم ٹی اے سے رابطہ نہیں۔ اگر خالد چیمہ صاحب سٹاک ہالم سے اطلاع نہ دیتے تو ہم اپنے بھائی ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں کی وفات کی خبر اور حضرت صاحب کی زبان سے ان کا ذکر خیر سننے سے محروم رہ جاتے ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں سے ہمارا تعلق کوئی پندرہ برس سے تھا اور تعارف کی بڑی وجہ حضرت قاضی محمد اسلم صاحب کی ذات تھی۔ ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں حضرت قاضی صاحب کے داماد تھے۔

ہم حضرت قاضی صاحب کے ہاں گلبرگ میں حاضر تھے محترم قاضی صاحب کو اپنے طبی معائنہ کے لئے ڈاکٹر کے پاس جانا تھا۔ ہم نے اسے اپنی سعادت جانا کہ قبلہ قاضی صاحب ہماری گاڑی میں ہمارے ساتھ ڈاکٹر تک چلیں۔ ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں بھی ہمراہ تھے۔ آفتاب احمد صاحب محترم قاضی صاحب سے اتنے احترام سے اور تواضع سے پیش آرہے تھے کہ کیا کوئی داماد کسی خسر سے پیش آئے گا۔ اس بے پناہ تواضع کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شاید آفتاب احمد خاں صاحب محترم قاضی صاحب کے شاگرد بھی رہے تھے۔ مگر شاگرد بھی ہم نے ہر قسم کے دیکھے ہیں استادوں سے اتنے احترام سے پیش آنا اور آگے بڑھ کر ان کی خدمت پر مستعد ہونا ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ ہر مردے و ہر کارے ہمیں اس پہلی ملاقات ہی میں ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں صاحب کی اس تواضع نے بہت متاثر کیا۔

پھر وقتاً فوقتاً ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں سے ملاقات ہوتی رہی۔ ہر بار ان کی طبیعت کا ایک نیا خوب صورت پہلو منکشف ہوتا رہا۔ پچھلے برس لندن میں جماعت احمدیہ نے محترم چوہدری محمد علی صاحب کے ساتھ ایک شام کا اہتمام کیا۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شام میں اتفاقاً حاضر ہونے کا موقعہ مل گیا۔ ہم ابھی ائرپورٹ سے بیت لندن میں پہنچے ہی تھے اور قبلہ چوہدری محمد علی صاحب سے ملے ہی تھے کہ بھائی بشیر الدین سامی تشریف لائے اور فرمایا کہ محترم امیر صاحب فرماتے ہیں کہ اگر زحمت نہ ہو تو ذرا سی دیر کو تشریف لائیں۔ ہمیں اپنے زعم میں ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں صاحب سے ذرا زیادہ بے تکلفی کے تعلق کا احساس تھا اس لئے یہ تکلف آمیز دعوت عجیب لگی۔ بہرحال حاضر ہوئے تو محترم امیر صاحب فرمانے لگے آپ کا لندن آنا ہمارے لئے بڑا مفید ثابت ہو رہا ہے کیونکہ محترم بشیر احمد رفیق صاحب جنہیں محترم چوہدری محمد علی صاحب کا تعارف کرانا تھا اچانک بیمار ہو گئے ہیں کیا آپ ان کی جگہ قبلہ چوہدری محمد علی صاحب کا تعارف کروا سکیں گے؟ ہم نے کہا "آپ حکم فرمائیں" مگر ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں صاحب کا اپنا تواضع کا لہجہ برقرار رہا۔ وہ مصر تھے کہ ہم چوہدری صاحب کے تعارف کی ذمہ داری اٹھا کر ان پر بہت "احسان" کریں گے۔ یہ ان کے اپنے مزاج کی خوبصورتی تھی۔ وہ ذرا سے بھی تعاون کی قدر کرنے والے تھے۔ انہیں دوسروں کے جذبات کا بہت خیال رہتا تھا۔ ہم نے یہ ذمہ داری قبول کی۔ قبول کیا کی لپک کر اس موقعہ کو لپیٹ میں لیا کیونکہ حضرت صاحب کے ساتھ سٹیج پر بیٹھنے اور اظہار خیال کرنے کا موقعہ تھا اور ایسے موقعے کسے نصیب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے محترم آفتاب احمد خان کی مہربانی سے یہ خوش نصیبی ہماری جھولی میں ڈال دی۔ اس موقعہ پر تعارفیہ پڑھتے ہوئے ہمیں اندازہ ہوا کہ ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں ادب کا بھی بہت صاف ستھرا ذوق رکھتے ہیں۔ آپ نے ہمارے تعارفیہ میں بیان کئے ہوئے بعض نکات کو پسند فرمایا اور محترم چوہدری محمد علی صاحب سے ان نکات پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اگلے روز ہم ان کی خدمت میں یہ عرض کرنے کو حاضر ہوئے کہ ہم کینیڈا جا رہے ہیں اگر ممکن ہو تو اس پروگرام کی کیسٹ ہمیں عطا فرمائیں تاکہ ہم کینیڈا لے جا سکیں۔ ایمبیسیڈر آفتاب احمد صاحب نے ہماری اس درخواست پر جس ردعمل کا اظہار فرمایا اس سے ہمیں بہت خجالت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ فرمانے لگے "آپ کا حکم سر آنکھوں پر" محاورہ برطرف کون ہے جو اپنے سے خوردوں سے اس طرح بات کرتا ہے؟

احمدی ہونے کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس رشتہ کے آگے چھوٹا بڑا ہونا بے حقیقت ہو جاتا ہے۔ ایمبیسیڈر صاحب ہم سے مرتبہ میں بھی بڑے تھے عمر میں بھی بڑے تھے مگر ہمارے ساتھ ان کا سلوک اتنی محبت کا تھا کہ ہم ان کے لئے سراپا سپاس تھے۔

لندن میں جن دوستوں سے بھی ملاقات ہوئی انہیں اپنے امیر کے سلوک سے مطمئن اور مسرور پایا۔ لندن کی امارت دوگونا اہم امارت ہے کیونکہ جماعت کے امام بھی فی الوقت وہیں تشریف رکھتے ہیں۔ ہم نے آفتاب صاحب کو حضرت صاحب کے جلو میں چلتے بھی دیکھا ہے اور ان کے احترام و محبت کی داد دی ہے۔ حضرت صاحب کے ساتھ چلتے بھی تو ساتھ نہیں چلتے تھے ایک قدم پیچھے رہنے کا احساس نمایاں رہتا تھا۔ حضرت صاحب کا ارشاد سننے کے لئے بے تاب رہتے جہاں جس وقت حضرت صاحب کا کوئی حکم مل جاتا وہیں سب کچھ چھوڑ کر اس حکم کی بجا آوری پر مستعد ہو جاتے۔ ہم نے اپنے باپ دادا کو بھی یہی کرتے دیکھا تھا ربوہ اور قادیان کے دوسروں بزرگوں کو بھی یہی کرتے پایا تھا مگر لندن میں یہ نمونہ ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں صاحب نے پیش کیا اور اپنی جماعت کو امام جماعت کی اطاعت کے قرینے سکھائے۔

ہم پہلی بار برطانیہ کے جلسہ سالانہ پر حاضر ہوئے تو ہدایت اللہ بنگوی صاحب افسر جلسہ سالانہ تھے اور اسی طرح انتظام چلا رہے تھے جیسے ربوہ یا قادیان میں چلائے جاتے تھے اور سارے کارکنان جلسہ اسی طرح ان کی اطاعت کر رہے تھے۔ ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں امیر نہیں تھے غالباً انور کاہلوں صاحب امیر تھے۔ ایمبیسیڈر آفتاب ان کے ساتھ اتنی اطاعت کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ دیکھ کر طبیعت خوش ہوتی تھی۔ بھائی ہدایت اللہ بنگوی صاحب کے دفتر میں کھڑے تھے کہ ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں تشریف لائے اور افسر جلسہ کو جو اپنی سروس کے زمانہ میں ان کے ماتحت بھی شاید رہے ہوں گے' اس طرح مخاطب کیا جیسے کوئی ماتحت اپنے افسر کو مخاطب کرتا ہے۔ جماعت کے نوجوان تو اپنے سے بڑوں کی طرف نمونہ کے لئے دیکھتے ہیں اگر ہمارے یہ بزرگ بچوں کے سامنے ایسا نمونہ پیش نہ کرتے تو نئی نسل میں اطاعت کہاں سے آتی؟ ہم نے نعیم عثمان میمن کو بھی جلسہ پر ایک نہایت چھوٹا سا کام بڑی بشاشت سے کرتے دیکھا تو بہت خوشی ہوئی۔ اب اتفاق ہے کہ ہدایت اللہ بنگوی صاحب ہیں' نہ نعیم عثمان میمن اور نہ ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں! رہے نام اللہ کا! ہر کسی کو جانا ہے مگر امام جماعت کی جانب سے چالیس منٹ کا ذکر خیر بھی کسی کسی کو ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔

ہم نے التزام کے ساتھ ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں صاحب کے نام کے ساتھ ایمبیسیڈر کا لاحقہ لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے سویڈن واحد ملک ہے جہاں سابق سفراء کو اپنے نام کے ساتھ ایمبیسیڈر لکھنے کی اجازت ہے اور لوگ کسی سابق سفیر کا ذکر بھی کریں تو ان کے نام کے ساتھ ایمبیسیڈر کا لفظ ضرور استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں یہ بات بہت خوش آئی۔ اگر پروفیسر ریٹائر ہونے کے بعد بھی پروفیسر رہتا ہے اور ڈاکٹر ریٹائر ہونے کے بعد بھی ڈاکٹر رہتا ہے تو ایمبیسیڈر ایمبیسیڈر کیوں نہیں رہتا؟ اس لفظ کے استعمال سے اس بات کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ مخاطب کون ہے؟ ہم نے ایمبیسیڈر آفتاب احمد خاں صاحب کے نام کے ساتھ یہ التزام یہ دکھانے کے لئے کیا ہے کہ دنیاوی لحاظ سے بھی وہ کوئی ہیچ مرتبہ آدمی نہیں تھے مگر جماعت کی خدمت پر ایک ادنیٰ کارکن کی طرح خلوص اور محبت سے مستعد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

---

چوہدری خالد سیف اللہ خان نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا

## مکتوب آسٹریلیا

## دماغ کو اگر ہمیشہ فعال اور چاک و چوبند رکھا جائے تو وہ بڑھاپے میں بھی صحیح کام کرتا رہتا ہے۔

پہلے ڈاکٹر کہتے تھے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ عمر بھر آپ کی ٹانگیں چلتی رہیں تو اس کا طریق یہ ہے کہ جیسے تیسے انہیں چلاتے رہئے' اب اسی طرح کی تحقیق دماغ کے بارہ میں بھی آئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ عمر بھر آپ کا حافظہ صحیح کام کرتا رہے تو عمر بھر تعلیم و تعلم کے ذریعہ حافظہ کو استعمال کرتے رہئے۔

یہ نئی تحقیق سڈنی یونیورسٹی اور کنکارڈ ہسپتال کے سائنس دانوں نے مل کر کی ہے۔ انہوں نے موت سے قبل اور موت کے بعد بتیس افراد کے دماغوں کا معائنہ کیا جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی اور ان کی عمریں 46 اور 92 سال کے درمیان تھیں۔ انسانی دماغ میں کچھ خاکستری مادہ (Gray Matter) ہوتا ہے اور کچھ سفید مادہ (White Matter) ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں اوسط پندرہ فیصد تک سفید مادہ کم ہو جاتا ہے۔ خاکستری مادہ دماغ کے خلیات (Nurons) پر مبنی ہوتا ہے اور اس کو اگر ٹیلیفون کے ہینڈ سیٹ سے تشبیہ دیں تو سفید مادہ کو ٹیلی فون کی تاروں سے مشابہت دے سکتے ہیں۔ یہ خاکستری مادہ کو باہم مربوط رکھنے کے لئے کڑیوں یا رابطہ کا کام کرتا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ مردوں کا دماغ عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ تیزی سے سکڑتا ہے اور سفید مادہ کے کم ہونے سے سیکھنے اور یاد رکھنے کی استعداد کم ہو جاتی ہے۔ شراب پینے سے دماغ کے خلیات (Nurons) گھٹتے جاتے ہیں اور بقول ایک ڈاکٹر صاحب کے جب ہم شراب پی رہے ہوتے ہیں تو گویا اپنے ہی نیوران پی رہے ہوتے ہیں یعنی اپنا ہی دماغ چاٹ رہے ہوتے ہیں۔

محققین کا اندازہ ہے کہ آئندہ پندرہ بیس سال میں بڑھاپے میں واقع ہونے والی دماغی کمزوری کو اسی طرح روکا جا سکے گا جس طرح آجکل دل کا علاج ہوتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ اس کا علاج دوا ہی سے کیا جائے۔ زندگی گزارنے کے ڈھب (Life style) کو بدلنے اور عمر بھر سیکھنے سکھانے کے شغل اور یادداشت کو زیر استعمال رکھنے کے ذریعہ بھی بڑھاپے میں یادداشت اور حافظہ کو صحیح حالت میں رکھا جا سکتا ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ (-) یعنی پنگھوڑے کی عمر سے قبر میں داخل ہونے تک علم حاصل کرتے رہو۔ جو ایسا کرتے ہیں ان کی یادداشت دوسروں کی نسبت بہت بہتر رہتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کے تمام اعضاء و جوارح اور قویٰ خدائے رحمان کا انعام ہیں اور ان کا زبان و عمل سے شکر بجالانے سے وہ قوتیں ترقی کرتی ہیں۔ جیسے فرمایا (-) یعنی اگر تم شکر کرو گے (نعمتوں کی قدر کرو گے اور ان کا صحیح استعمال کرو گے) تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب یقیناً سخت ہوتا ہے (یعنی نعمت چھن جانے کا عذاب) اللہ تعالیٰ ہمیں تمام نعمتوں کا قولاً و فعلاً شکر ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 18۔ اکتوبر تا 24۔ اکتوبر 1996ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

# افغانستان میں خوفناک جنگ کا خطرہ

افغانستان میں خانہ جنگی اور لڑائی تو گویا معمول کی بات ہے ایسے میں اگر اخباری سرخیوں میں یہ خبر آجائے کہ افغانستان میں خوفناک جنگ کا خطرہ ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابھی اور کیا خوفناکی باقی ہے جو ہونے والی ہے؟ لیکن خبر دینے والوں کا دعویٰ ہے کہ اسلحہ جس تیزی سے اور جس بڑی مقدار میں ہمسایہ ممالک کی طرف سے افغانستان میں پہنچایا جا رہا ہے اور افغانی گروپ جس طرح ناسمجھی اور نادانی سے آپس میں صلح کرنے اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی پالیسی پر عمل کرنے کی بجائے ایک دوسرے کے گلے کاٹنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں اس سے لگتا ہے کہ خوفناک جنگ بہر حال ہوگی چاہے یہ حالیہ جنگ ہی کا تسلسل ہو یا اس میں مزید کوئی شدت پیدا ہو جائے۔

پاکستان کے امور خارجہ کے وزیر مملکت صاحبزادہ نذیر سلطان نے کہا ہے کہ اگر افغانستان میں امن کے قیام کے لئے مثبت اور مربوط کوششیں نہ کی گئیں تو وہاں امن ناپید ہو جائے گا۔ اور علاقائی سلامتی کو انتہائی شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ وزیر مملکت نے کہا کہ بیرونی ذرائع سے افغان گروپوں کو اسلحہ کی فراہمی بھی امن کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

افغانستان کی طالبان حکومت نے الزام عائد کیا ہے کہ ان کے مخالف دھڑوں خصوصاً جنبش ملی کے عبدالرشید دوستم کو ایک ہمسایہ ملک کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اور اس ملک نے دوستم ملیشیا کو لڑاکا ہیلی کاپٹروں اور ٹینکوں کے علاوہ 18 لڑاکا جیٹ طیارے بھی طالبان کے خلاف جنگ کرنے کے لئے فراہم کئے ہیں۔ اور بڑی تعداد میں گولہ بارود اور فاضل پرزہ جات مزار شریف پہنچادیئے گئے ہیں۔

افغانستان کے صوبہ کنٹر کے حکمران مولانا محمد صادق نے طالبان کے ساتھ اتحاد کرکے اپنے صوبے میں طالبان حکومت کے قیام اور طالبان سے تعاون کا اعلان کیا ہے۔

طالبان کی حکومت آنے کے بعد عورتوں سے جو بدسلوکی کی پالیسی جاری کی گئی ہے اس کے خلاف سخت عالمی ردعمل ہو رہا ہے۔ شاید اسی احتجاج کے پیش نظر افغانستان کے حکمران طالبان کے نمائندے نے کہا ہے کہ کابل کے اطراف میں جنگ ختم ہونے پر لڑکیوں کے سکول کھول دیئے جائیں گے۔

طالبان نے اپنی فوجی کامیابیوں کے دعوے جاری رکھے ہوئے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ ان کی فوجوں نے جلال آباد کے شمال میں شرطون درے میں معزول حکمران صدر ربانی کے وفادار کمانڈروں کو گھیرے میں لے لیا ہے اور سروٹ کی پہاڑی چوکیوں پر بھی قبضہ کرلیا گیا ہے۔

ابھی ذکر آیا تھا کہ عبدالرشید دوستم پر ایک ہمسایہ ملک کی حمایت کا الزام ہے۔ اب سابق صدر برہان الدین ربانی نے ہمسایہ ملک تاجکستان کی حمایت حاصل کرنے کے لئے تاجکستان کی کمیونسٹ حکومت کے خلاف جنگ کرنے والے تاجک مجاہدین کی حمایت سے ہاتھ اٹھالیا ہے۔ اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ سابق صدر ربانی کے حامیوں نے بدخشان میں تاجکستان جانے والے چار سو تاجک اور 25 عرب مجاہدین سے ہتھیار چھین لئے ہیں۔ اور تاجکستان جانے سے بھی روک دیا ہے۔ کمانڈر احمد شاہ مسعود نے تاجک مجاہدین کی تنظیم منفعت اسلامی کے نمائندہ عبیداللہ نوری کو بھی افغانستان سے نکل جانے کا حکم دے دیا ہے۔

مسٹر گلبدین حکمت یار جو افغانستان کی دوسری بڑی طاقت (سابق صدر ربانی کے بعد) سمجھے جاتے تھے۔ طالبان کے مقابلے پر اپنی وزارت عظمیٰ نہ بچا سکے تھے۔ اور یوں غائب ہوئے کہ ان کا کوئی ذکر بھی کہیں نہیں تھا۔ لیکن اب تازہ خبروں میں بتایا گیا ہے کہ مسٹر حکمت یار ایک ماہ کی خاموشی کے بعد دوبارہ متحرک ہوگئے ہیں انہوں نے اپنا ایک مرکز قائم کرنے کے بعد اپنی سرگرمیوں کا زور و شور سے آغاز کردیا ہے۔ اب وہ ملک بھر میں بکھرے ہوئے اپنے مجاہدین کو تیزی سے منظم کر رہے ہیں۔

بقیہ صفحہ 4

حصہ لیتے۔ بلکہ تحریک کرنے والے کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے کہ آپ نے مجھے ایک نیکی کی طرف توجہ دلائی۔

دوسروں کے احساسات کا خاص خیال رکھتے تھے۔ کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔ یا کسی وجہ سے اس کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ بچپن میں ہم سے کوئی غلطی ہو جاتی۔ تو ہماری اصلاح کی خاطر ہمیں کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے تنبیہ کرنی پڑتی تھی۔ ایسے موقعوں پر اگر کوئی مہمان یا ملاقاتی آجاتا۔ تو فوراً رک جاتے۔ اور کبھی کسی دوسرے کے سامنے مجھے نہیں ڈانٹا۔ بلکہ اگر موقعہ ہوتا۔ تو میری کوئی خوبی اس مہمان کے سامنے بیان کر کے میری تعریف کرتے۔ حالانکہ میں اس وقت بچہ تھا۔ اگر وہ مجھے تھپڑ بھی مارتے۔ تو یہ ان کا حق تھا۔ لیکن اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے۔ کہ ایک بچے کی بھی عزت نفس ہوتی ہے۔ اور کسی غیر کے سامنے اسے بے عزت نہیں کرنا۔ آج اس بات کو 50 سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا۔ مگر ان کی یہ بات مجھے آج بھی یاد ہے۔ اگر کوئی یتیم بچہ آپ کے پاس آتا۔ تو کبھی اس کے سامنے اپنے بچوں کو پیار نہیں کرتے۔ تاکہ اسے اپنی یتیمی کا احساس نہ ہو۔ اپنے وقت میں انتہائی مالی فراخی کے باوجود انتہائی سادہ مزاج تھے۔ آپ کی بات چیت میں تکبر، غرور یا فخر کا شائبہ تک نہ تھا۔ ہر ایک کے ساتھ بڑے انکسار اور محبت کے ساتھ ملتے۔ جب بھی کوئی آپ سے ملنے کے لئے آتا۔ آپ ہمیشہ کھڑے ہو کر اس کا استقبال کرتے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ آپ نے کسی آنے والے کے ساتھ بیٹھے بیٹھے مصافحہ کیا ہو۔ ہر ملنے والا آپ سے ملاقات کے بعد ایک نہایت خوشگوار اثر لے کر رخصت ہوتا تھا۔

آپ اس بات پر پختہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق آپ کو عطا فرمایا ہے۔ آپ اس کے صرف امین ہیں۔ ورنہ اس مال میں غرباء اور یتامٰی کا بھی حق ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ساری زندگی اس بات کے لئے کوشاں رہے۔ کہ جن لوگوں کا حق وہ اپنے مال میں سمجھتے تھے۔ ان کو تلاش کر کے ان تک ان کی امانت پہنچادیں۔ لیکن وہ یہ سب کام نہایت خاموشی سے کرتے تھے۔ اور اس بات کو قطعی ناپسند کرتے تھے۔ کہ ان کے کسی کار خیر کا تذکرہ کیا جائے۔

کلکتہ میں بیت احمدیہ کاروباری علاقوں سے دور ہے۔ اور چونکہ ہندوستان میں جمعہ کے روز چھٹی نہیں ہوتی۔ اس لئے جمعہ کی عبادت کے لئے لوگ دفتروں سے چھٹی لے کر آتے ہیں۔ اور عبادت کے فوراً بعد دفتروں میں حاضر ہونا ہوتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ عبادت سے فارغ ہو کر جب ہم بیت الذکر سے باہر نکلتے۔ تو کئی ایسے دوست نظر آتے۔ جن کے پاس اپنی سواری نہیں ہوتی تھی۔ آپ بڑی فراخ دلی سے ایسے تمام دوستوں کو دعوت دیتے۔ کہ ہمارے ساتھ ہماری موٹر گاڑی میں بیٹھ جائیں۔ ہم آپ کو آپ کے دفتر تک پہنچادیں گے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا۔ بلکہ اکثر ایسا ہوتا تھا۔ کہ ایسے دوستوں کی تعداد زیادہ ہوتی۔ اور گاڑی میں گنجائش کم۔ تو آپ ہم تین بھائیوں میں سے دو کو ارشاد فرماتے۔ کہ تم لوگ ٹرام یا ٹیکسی سے چلے جاؤ۔ اور ان دوستوں کو گاڑی میں بٹھا کر ان کے دفتروں تک پہنچاتے ایک بھائی نے گاڑی ڈرائیو کرنی ہوتی تھی)

ہر انسان کے زندگی میں خوشی اور غم کی گھڑیاں آتی ہیں۔ اور یہی وقت اس کی انسانیت کے امتحان کا ہوتا ہے۔ کہ اسے "عیش میں یاد خدا اور طیش میں خوف خدا" کا سبق یاد رہتا ہے۔ یا نہیں ہم نے والد صاحب کی ساری زندگی کا مشاہدہ قریب سے کیا ہے۔ جب بھی کوئی خوشی کا موقعہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا آپ کو فوراً اپنے مولا کی یاد آتی۔ کہ اس خوشی کی تقریب پر اپنے مالک کا شکرانہ ادا کرنا سب سے مقدم ہے۔ عام دستور کے مطابق مٹھائیاں تقسیم کرنا یا دوسری تقریبات کا اہتمام کرنے کی بجائے آپ کو یہ زیادہ پسند تھا۔ کہ بیت الذکر میں پنکھے لگوا دیئے جائیں۔ یا غربا کی امداد کے لئے رقم مرکز سلسلہ میں بھجوا دی جائے۔ اس طرح غم اور مصیبت کی گھڑیوں میں بھی رونے دھونے اور جزع فزع کی بجائے آپ ہمیشہ صدقہ و خیرات کی طرف توجہ فرماتے۔ اور ہر مشکل وقت میں اپنے مولا سے مدد کے طلبگار ہوتے۔

جتنے احباب نے آپ کے سوانح کے بارہ میں لکھا ہے۔ اس میں مالی قربانیوں کا ذکر زیادہ ہے۔ کیونکہ مالی قربانیاں آپ کی زندگی میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ لیکن میں نے کوشش کی ہے۔ کہ بحیثیت ایک انسان۔ میں نے جس طرح آپ کو دیکھا۔ وہ بیان کروں۔ آپ جو کام بھی کرتے تھے۔ اس کا اولین مقصد یہ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ قیام پاکستان سے قبل ایک دفعہ انہیں خیال آیا۔ کہ میں دنیاوی کاروبار میں مصروف ہوں۔ جبکہ مجھے دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کرنی چاہئے۔ کہ انسان کی تخلیق کا اصل مقصد خدمت دین ہی ہے۔ چنانچہ آپ کلکتہ سے قادیان آئے اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ کہ میری خواہش ہے کہ میں دنیاوی کاروبار ترک کر کے۔ بقیہ زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کر دوں۔ اس لئے میں اجازت لینے کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنی خواہش پر عمل کروں نیز آپ جو خدمت مجھ سے لینا چاہیں۔ بندہ اس کے لئے حاضر ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ کا جذبہ قابل تعریف ہے۔ لیکن آپ جو کام کر رہے ہیں۔ وہ بھی خدمت دین ہی ہے۔ ہمیں جس طرح علما کی ضرورت ہے۔ اس طرح مالی جہاد کرنے والے مجاہد بھی درکار ہیں۔ اور آپ جو مال سے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ تو آپ بھی مجاہد ہیں۔ اس لئے میں آپ کو ترک کاروبار کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ فوراً اپنے کام پر واپس کلکتہ جائیں۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ آپ مال کی محبت کی وجہ سے کاروبار نہیں کرتے تھے۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اولین مقصد ہوتا تھا۔

اپنے امام کی اطاعت کا جذبہ کس قدر تھا۔ صرف ایک واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے۔ 1974ء میں..... عید جلسہ سالانہ کے دنوں سے متصل آئی تھی۔ اور حضرت امام جماعت الثالث نے احباب جماعت میں تحریک فرمائی۔ کہ جن لوگوں کے لئے ممکن ہو وہ جلسہ سے ایک دو روز پہلے ربوہ آجائیں اور اپنی قربانی بھی ربوہ ہی میں کریں۔ والد صاحب اس وقت شدید بیمار تھے اور ڈاکٹر صاحبان نے کہہ دیا تھا کہ اب یہ کسی بھی وقت اپنے مالک حقیقی سے جاملیں گے۔ اور اس وجہ سے ہم انہیں ہسپتال سے گھر لے آئے تھے۔ عیادت کے لئے آنے والوں کی گفتگو سے آپ کو حضرت صاحب کی اس خواہش کا علم ہوا۔ ایسی شدید بیماری کی حالت میں مجھے ارشاد فرمایا۔ کہ ربوہ چلنے کی تیاری کرو۔ حضرت صاحب کا ارشاد ہے۔ اس سال ہم عید ربوہ جا کر کریں گے 20 دسمبر کو آپ کی وفات ہوگئی۔ اور 21 دسمبر کو آپ کو بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کی اجازت سے قطعہ خاص میں آپ کی تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے دعا کرائی۔ اور اس طرح آپ اپنے امام کے ارشاد کی تعمیل میں عید کے موقعہ پر ربوہ میں حاضر ہوگئے۔ ان کے احسانات اور بے پایاں محبتیں اتنی یاد آتی ہیں۔ کہ ان کی جدائی برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے۔

"مانگیں گے اب دعا کہ اسے بھول جائیں ہم
لیکن اگر وہ وقت دعا یاد آگیا"

اے خدا برتربتِ او بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اطلاعات و اعلانات

## احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

### پاکستانی وقت کے مطابق

**بدھ-6-نومبر1996ء**

12-00 رات-جرمن پروگرام-
1-00 اردو کلاس(نیا)-
2-00 اراؤنڈدی گلوب(ہماری کائنات)-
2-30 متفرق پروگرام-
3-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- 96-11-5 (دوبارہ)-
4-00 فرنچ زبان سیکھئے-
4-30 حکایات شیریں(نیا)-
5-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر-
6-00 لقاء مع العرب(دوبارہ)-
7-00 طبی معاملات دانتوں کی بیماریاں-
7-30 سیمینار دعوت الی-
تقریر از سید احمد علی شاہ صاحب-
8-00 صبح اردو کلاس حضرت صاحب کے ساتھ (دوبارہ)-
9-00 فرنچ زبان سیکھئے-
9-30 حکایات شیریں(دوبارہ)-
10-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- 96-11-5 (دوبارہ)-
11-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر-
12-00 دوپہر شین پروگرام-
1-00 اراؤنڈدی گلوب ہماری کائنات-
1-30 تقریر از میر محمود احمد ناصر-
اسلام کا ایران پر حملہ(حصہ دوم)-
2-00 لقاء مع العرب-(دوبارہ)-
3-00 اردو پروگرام
تقریر از مکرم مولانا محمد منور صاحب-
4-00 سہ پہر اردو کلاس(دوبارہ)-
5-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 عربی زبان سیکھئے-
6-00 افریقن پروگرام-
7-00 شام- نیچرل کیور- ہومیو پیتھی کلاس- از حضرت امام جماعت الرابع 96-11-6-
8-00 درثمین حصہ 15-
8-30 متفرق پروگرام-
9-00 لقاء مع العرب-
10-00 فرنچ پروگرام-
11-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر- ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع-(نیا)-

---

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

## سانحہ ارتحال

○ مکرم محمد ابراہیم صاحب آف ریلوے کالونی مغلپورہ سابق صدر جماعت احمدیہ بلاک ضلع شیخوپورہ مورخہ 25- اکتوبر 1996ء کو بعمر 83 سال وفات پا گئے- ان کا جنازہ مکرم منصور احمد صاحب مربی جماعت احمدیہ مغلپورہ نے پڑھایا- آپ کی تدفین ماڈل ٹاؤن لاہور کے احمدیہ قبرستان میں ہوئی- اور قبر تیار ہونے پر مکرم محمد ابراہیم صاحب آف بدوملہی نے دعا کروائی موصوف کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے-

## اعلان دار القضاء

○ (مکرم عطاء الرحمٰن صاحب بابت ترکہ مکرمہ امتہ الھادی صاحبہ)

مکرم عطاء الرحمٰن صاحب طاہر ساکن نمبر C-706 سینٹرل کمرشل ایریا- پی ای سی ایچ ایس کراچی نے درخواست دی ہے کہ میری اہلیہ محترمہ امتہ الھادی صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں- لہٰذا قطعہ نمبر 7/4 دار الصدر ربوہ میں سے ان کا نصف حصہ برقبہ ایک کنال (کل رقبہ دو کنال) بمطابق حصص شرعی ہم وارثان کے نام منتقل کر دیا جائے- ورثاء کی تفصیل یہ ہے:-

1- مکرم عطاء الرحمٰن طاہر صاحب (خاوند)
2- مکرمہ طیبہ داؤد صاحبہ (بیٹی)
3- مکرمہ طاہرہ وسیم صاحبہ (بیٹی)
4- مکرم ملک محمد مستقیم صاحب (والد)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں-

(ناظم دار القضاء- ربوہ)

## ضرورت کیمسٹری ٹیچر

○ نصرت جہاں اکیڈیمی انٹر کالج میں کیمسٹری پڑھانے کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں ایسے احباب جو کیمسٹری میں ایم- ایس- سی ہوں- وہ فوری طور پر اپنی درخواستیں چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن کے نام دفتر نظارت تعلیم میں بھجوائیں-

## اعلان داخلہ

○ سندھ کا ڈومسائل رکھنے والے طلباء و طالبات سے تعلیمی سیشن 97-96 میں MBBS اور BDS سال اول میں داخلہ کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں- داخلہ فارم سندھ کے تمام میڈیکل کالجز سے 16- نومبر سے دستیاب ہیں- مکمل داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 30- نومبر 96ء ہے-

## اعلان داخلہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

○ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے بہار سمسٹر 97ء میں مندرجہ ذیل پروگرامز میں داخلہ کا اعلان کر دیا ہے- 1- ایم فل- 2- پوسٹ گریجوایٹ پروگرامز- (EPM و MBA و TEFL) وغیرہ- 3- ایم اے/ایم ایڈ سپیشل ایجوکیشن- 4- ڈگری پروگرام (بی اے- بی کام- بی بی اے- بی اے کمپیوٹر Application گروپ- لائبریری سائنسز گروپ) 5- مختصر المعیاد تعلیمی پروگرام- 6- پی-ٹی-سی- 7- میٹرک پروگرام- 8- اللسان العربی- 9- زرعی کورسز- 10- ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل پروگرام-

داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 5- دسمبر 96ء اور لیٹ فیس کے ساتھ 17- دسمبر 96ء ہے-

## اعلان داخلہ

○ انسٹی ٹیوٹ آف Environmental سٹڈیز کراچی یونیورسٹی نے دو سالہ ماسٹرز Environmental سائنس میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں- تعلیمی قابلیت میں MBBS B.E/B-pharm/B.s.c ہونا لازمی ہے- داخلہ سے قبل امتحان ٹیسٹ پاس کرنا لازمی ہو گا- درخواست فارم وغیرہ UBL یونیورسٹی برانچ سے 300 روپے کے عوض حاصل کئے جا سکتے ہیں- فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 14- نومبر 96ء ہے-

○ ہمدرد یونیورسٹی کے ہمدرد کالج آف ایسٹرن میڈیسن نے 5 سالہ ڈگری (BEMS) پروگرام میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں- تعلیمی قابلیت میں انٹرمیڈیٹ پری میڈیکل مضامین کے ساتھ پاس کیا ہونا لازمی ہے- پراسپکٹس و داخلہ فارم 150 روپے کے عوض دفتر سے یا 200 روپے کا پے آرڈر بنام ہمدرد یونیورسٹی مندرجہ ذیل پر ارسال کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں-

1- ہمدرد یونیورسٹی- ہمدرد سینٹر- الجید ناظم آباد نمبر 3- کراچی
2- ہمدرد لیبارٹریز- 18 صدر روڈ پشاور-
3- ہمدرد مرکز- 142 غازی علم دین روڈ- لاہور

فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 10- دسمبر 96ء ہے-

(نظارت تعلیم)

## سیکرٹریان وقف نو توجہ فرمائیں!

○ بچے کی پیدائش سے قبل تو تمام والدین سے نیا کوائف فارم (وقف نو میں شامل کرنے کے لئے) پر کروایا جا سکتا ہے لیکن بچے کی پیدائش کے بعد صرف لڑکے کا کوائف فارم پر کروایا جائے-

(وکالت وقف نو)

## مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثا توجہ فرماویں

حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم، اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے-

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے-

سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ
دار الضیافت، ربوہ

## طلبہ کے لئے عطایا

○ شعبہ امداد طلبہ مستحق، نادار اور یتیم طلبہ کی امداد کے لئے صدر انجمن احمدیہ میں مشروط بامد کے طور پر ہے اس کے اخراجات، عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں-

شعبہ امداد طلبہ مخیر احباب کی اعانت کا محتاج ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرماوے-

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلبہ ہے- براہ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوا کر ممنون فرماویں-

(نظارت تعلیم)

بقیہ صفحہ 4

(رفقاء) کا ایک قیمتی ذخیرہ چودہ جلدوں میں تیار ہو گیا- جس کا ایک حصہ سلسلہ کے مختلف رسائل میں بھی شائع ہو چکا ہے- (رفقاء) کے سوانح سے متعلق تیسری تحریک جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم- اے قادیان نے مئی 1945ء سے شروع کی جسے وہ اب تک نہایت خوش اسلوبی سے جاری رکھے ہوئے ہیں- چنانچہ آپ کی شبانہ روز کوششوں کا ثمر متعدد جلدوں کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے جو آپ کا لائق صد تحسین کارنامہ ہے-

(تاریخ احمدیت جلد دوم ص 477)

خلافت لائبریری-ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah


# خبریں

**ربوہ** : 5- نومبر-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 18 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 29 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے آئین کی دفعہ 58-2 بی کے تحت قومی اسمبلی کو توڑ دیا ہے۔ وزیراعظم بے نظیر بھٹو اور ان کی کابینہ فی الفور برطرف کر دی گئی ہے۔ قومی اسمبلی کے ایک سابق سپیکر ملک معراج خالد کو نگران وزیراعظم بنا دیا گیا ہے۔ اور نوے دن میں الیکشن کرانے کے قاعدے کے تحت 3- فروری 1997ء کو الیکشن کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

○ 5- نومبر 1996ء کو علی الصبح صدر مملکت کی طرف سے یہ فرمان جاری کیا گیا کہ صدر اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ حکومت اور فیڈریشن آئین کے مطابق کام نہیں کر رہے۔ سابقہ تین سال کے عرصے میں کراچی اور ملک کے دیگر علاقوں میں بدامنی کا سلسلہ جاری رہا۔ اور حکومت آئین کے مطابق چلائی نہیں جاتی رہی۔ پولیس مقابلوں اور پولیس کی حراست میں لوگ ہلاک کئے جاتے رہے۔ صدر کے اعلان میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ سال صدر مملکت نے اس صورت حال کے بارے میں قومی اسمبلی میں اپنے خطاب میں حکومت کو متوجہ بھی کیا تھا۔ صدر کے حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ سندھ پنجاب اور سرحد میں بھی اسی پارٹی کی حکومت تھی مگر تینوں صوبوں میں حکومتیں کامیاب نہیں رہیں۔

○ صدر کے حکم نامے میں سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کی حکومت کی کارکردگی پر تنقید کرنے کے علاوہ اراکین اسمبلی کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ تینوں صوبوں میں حکمران پارٹی کے ارکان نے عوام کے اعتماد کو مجروح کیا۔ صدارتی حکم نامے میں 30- ستمبر 1996ء کے واقعے کا بھی ذکر کیا گیا ہے جس میں مرتضیٰ بھٹو کو اور ان کے سات ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا یہ ہلاکت پولیس کے ذریعے عمل میں آئی۔ ہلاک ہونے والوں میں سابق نگران وزیراعظم کے برادر نسبتی بھی شامل تھے۔ میر مرتضیٰ کی بیوہ اور ان کے دیگر ساتھیوں نے حکومتی اداروں اور پولیس کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ صدر کے حکم نامے میں 20- مارچ 1996ء کے سپریم کورٹ کے فیصلے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ اس فیصلے کا وزیراعظم نے مضحکہ اڑایا اور یہ تبصرہ ملک بھر میں نشر کیا گیا۔ یہ آئین کی خلاف ورزی تھی۔ اس طریق سے ملکی اداروں پر حملہ کیا گیا۔

○ صدر مملکت نے اپنے حکم نامے میں ان اقدامات کی بھی تفصیلاً بیان کی ہے جن میں حکومت نے صدر کو اہم معاملات سے آگاہ نہیں کیا۔ اس میں احتساب بل کا ذکر کیا گیا ہے جس میں صدر کو اطلاع کئے بغیر بل پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا۔

○ صدر کے حکم نامے میں سابق حکومت پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ان میں ناجائز فون ٹیپ کرنا اور ملکی اعتماد کو مجروح کرنا ہے۔ اراکین اسمبلی کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ نوکریوں میں ان اراکین کے کوٹے مقرر کئے گئے جو آئین کی کھلی خلاف ورزی تھی۔ آئین میں یہ بات واضح طور پر درج ہے کہ عوامی نمائندے عام حکومتی اقدامات میں مداخلت نہیں کریں گے۔ حکم نامے میں مثال کے طور پر ایسے واقعات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں صدر مملکت نے حکومت کو متوجہ کیا کہ ان واقعات کا نوٹس لیا جائے مگر 4 ماہ گزر گئے اور حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہ کی۔

○ نگران وزیراعظم ملک معراج خالد پیپلز پارٹی کے بانی اراکین میں سے ہیں۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ملک معراج خالد پنجاب کے وزیر اعلیٰ، قومی اسمبلی کے سپیکر، وفاقی وزیر اور اہم عہدوں پر فائز رہے۔ گزشتہ دور میں جب بے نظیر برسراقتدار آئیں تو ان کو قومی اسمبلی کا سپیکر بنایا گیا۔ حالیہ دور اقتدار میں ملک معراج خالد قومی اسمبلی کا انتخاب ہار گئے تھے۔ لیکن بے نظیر نے ان کو اسلام آباد میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا ریکٹر نامزد کر دیا تھا۔ اب یہ اسی عہدے پر تھے۔

○ امریکہ کے محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ امریکہ مقبوضہ عرب علاقوں میں یہودیوں کی بستیوں کی تعمیر کا مخالف ہے۔ اس عمل سے مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام کو نقصان پہنچے گا۔ اسرائیلی وزیراعظم نے اعلان کیا تھا کہ مقبوضہ عرب علاقوں میں دو ہزار اسرائیلیوں کے مکانات تعمیر کئے جائیں گے۔ اس منصوبے کا اعلان ہونے کے بعد عرب ممالک اور فلسطینیوں میں بے حد تشویش کا اظہار کیا جا رہا تھا۔

○ امریکہ میں صدارتی انتخاب کے لئے ووٹ ڈالنے کا عمل شروع ہو گیا ہے۔ صدارتی انتخاب میں موجودہ صدر بل کلنٹن کی فتح کی امید کی جا رہی ہے۔ رائے عامہ کے اندازوں کے مطابق صدر کلنٹن کو اپنے مخالف باب ڈول پر خاصی برتری حاصل ہے۔ صدر کے انتخاب کے ساتھ ساتھ ایوان نمائندگان اور کانگرس کی ایک تہائی نشستوں کے انتخابات بھی ہو رہے ہیں۔ باب ڈول کے خیال میں ایوان نمائندگان اور کانگرس کے انتخابات میں صدر کلنٹن کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکے گی۔

○ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن اور کشمیر کے معاملات کے ماہر لکھاری مصنف صحافی مسٹر کلیم اختر- انتقال کر گئے ان کی عمر 64 سال تھی۔

○ میر مرتضیٰ بھٹو کے قتل کی تحقیقات کرنے والے عدالتی ٹریبونل کے سربراہ سپریم کورٹ کے جج مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد نے کہا ہے کہ ٹریبونل کو صرف اس نام سے دلچسپی ہے جو اسے سونپا گیا ہے ذرائع ابلاغ اور سیاسی رہنما بیانات دینے کے بارے میں احتیاط کریں۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ اسمبلیاں گندگی کا ڈھیر ہیں۔ ارکان اسمبلی چند ٹکوں کی خاطر جھک جاتے ہیں۔

○ افغانستان کے سابق صدر برہان الدین ربانی کی فوجیں افغان صوبہ کنڑ میں داخل ہو گئی ہیں۔ سابق صدر کی افواج نے کنڑ کے شمال میں ضلع منگوئی پر قبضہ کر لیا ہے۔ طالبان کے ذرائع نے اس خبر کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ ابھی وہاں پر لڑائی جاری ہے۔ طالبان نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم جلد ہی اس علاقے کا قبضہ دوبارہ حاصل کر لیں گے۔ قندھار میں طالبان کی فوجوں اور ربانی کی فوجوں کے درمیان جنگ ہونے کی خبریں ملی ہیں۔

○ مقبوضہ کشمیر میں الفاران نامی گروپ کے ہاتھوں اغوا ہونے والے چار مغربی سیاحوں کے خاندانوں کے افراد نے حکومت پاکستان کو ان مشکوک افراد کی فہرست دے دی ہے جو مبینہ طور پر ان چاروں سیاحوں کے اغوا میں ملوث ہیں۔

○ میر مرتضیٰ بھٹو کے قتل کی تفتیش کرنے والی برطانوی ٹیم کے ارکان نے پانچویں بار 70 کلفٹن کا دورہ کر کے وہاں حالات کا جائزہ لیا۔ انہوں نے اعلیٰ افسران سے بھی ملاقات کی۔

○ شام کا ایک اعلیٰ سطحی دفاعی وفد پاکستان پہنچ گیا ہے۔ پاکستان اور شام کے درمیان دفاعی عملے کو اپنے اداروں میں تربیت دینے کا سمجھوتہ طے پا گیا ہے۔ شام کے وفد کی قیادت نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع جنرل مصطفیٰ طلاس کر رہے ہیں۔

○ میر مرتضیٰ بھٹو کے بچے فاطمہ اور ذوالفقار علی بھٹو جونیئر دمشق سے پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ ان کی واپسی بالکل اچانک ہوئی ہے۔ بچوں کی والدہ غنویٰ بھٹو کو رات دو بجے بچوں کی آمد کی اطلاع دی گئی۔ بیگم نصرت بھٹو نے فون پر اس خبر کی تصدیق کی۔ مرتضیٰ بھٹو کی بیوہ رینجرز کی نگرانی میں کراچی ائرپورٹ پر پہنچیں۔ وہ اور بچے کمانڈوز کی نگرانی میں 70 کلفٹن پہنچے۔ ذرائع کا خیال ہے کہ فاطمہ بھٹو برطانوی سراغ رساں اداروں کو اپنے والد سے ہونے والی اہم گفتگو سے آگاہ کریں گی۔

○ دینہ کے قریب کوچ ٹرالہ سے ٹکرا گئی۔ 6- افراد ہلاک اور 6 شدید زخمی ہو گئے۔ کوچ سرگودھا سے راولپنڈی جا رہی تھی۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ سردار محمد عارف خان نکئی کو وٹو کیس کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ کے وکیل راجہ انور نے فاضل عدالت سے استدعا کی تھی کہ وہ منظور وٹو کی آئینی درخواست کی سماعت میں آئین کی دفعہ 234 اور 230 (5) کی تشریح کے لئے سپریم کورٹ جانا چاہتے ہیں۔ منظور وٹو کے وکیل ایس ایم ظفر نے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیس ایک بار دائر کیا گیا ہے۔ اپیل ایسے کیسوں میں ہوتی ہے جو بار بار دہرائے جائیں۔ فاضل عدالت نے مسٹر ایس ایم ظفر کے اس موقف سے اتفاق نہیں کیا۔

○ ڈی آئی جی کراچی نے مرتضیٰ بھٹو کیس میں گواہی دیتے ہوئے کہا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ آپریشن کا حکم کس نے دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مرتضیٰ پر فائرنگ سے پہلے، فائرنگ کے دوران اور فائرنگ کے بعد کل تین مرتبہ وزیر داخلہ کا فون آیا تھا۔

○ رائے ونڈ میں عالمی تبلیغی اجتماع کے لئے تیاریاں مکمل ہو گئی ہیں 9- نومبر کو اجتماعی طور پر اڑھائی سو جوڑوں کی شادیاں کرائی جائیں گی۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس خلیل الرحمان نے فیصلے کے بعد اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ فیصلے کے اثرات دیکھنا ہمارا کام نہیں۔ کوئی انتشار نہیں

ہومیوپیتھک ڈاکٹر
عزیز احمد خان
D.H.M.S. R.H.M.P.
بہتر تشخیص سستا علاج
عزیز ہومیوپیتھک کلینک اینڈ سٹور گولبازار- ربوہ
فون: 212399 گھر: 211399

سونی غیر ملکی ٹی وی بمعہ گارنٹی پارٹس اور پکچر ٹیوب بازار سے بارعایت خریدنے کیلئے
عثمان الیکٹرونکس
1- لنک میکلوڈ روڈ حجاب بلڈنگ پٹیالہ گراونڈ
فون: 7231680-7231681 لاہور
7223204-735105

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ
ہمارا شعار • خدمت • دیانت
مرکز احمدیت ربوہ بابرکت شہر اور ماحول ربوہ میں
• مکانات • پلاٹ • دوکانیں و دیگر سکنی و زرعی اراضی کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا
بہترین انتخاب
چوہدری اسٹیٹ ایجنسی
15- کمیٹی مارکیٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ
فون: 212508